Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:8 (1976)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نظرات

قائداعظمؒ کا سال

گزشتہ دنوں وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے ایک اعلان میں ۱۹۷۶ء کو قائداعظمؒ کا سال قرار دیا تھا۔ یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو وزیراعظم نے کراچی میں مزارِ قائد پر پھولوں کی چادر چڑھا کر اور فاتحہ خوانی کر کے قائداعظم کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کیا۔ وفاقی حکومت نے ۱۹۷۶ء کو قائداعظمؒ کا سال قرار دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ پورے سال کے لئے جلسوں، جلوسوں، مذاکروں، وسیع پیمانے پر کتابوں کی اشاعت اور متعدد دوسرے اہم پروگراموں کا اہتمام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لحاظ سے ۱۹۷۶ء پاکستان کی تاریخ میں ایک یادگار سال ہوگا۔

قائداعظمؒ نے برصغیر میں مسلمانوں کے قومی تشخص کو ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت سے پیش کر کے ان کے لئے ایک آزاد اور خود مختار ریاست کے حصول کے لئے جو انتھک جدوجہد کی' نہ صرف یہ کہ ہمیں اس سے پوری طرح باخبر رہنا چاہیئے بلکہ حسب اقتضائے حال ہمیں اس جدوجہد کو جاری رکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ایک مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد اگر اس سے بلند تر مقصد کے لئے جدوجہد کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے تو حاصل کے چھن جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ قائداعظمؒ کی مدبرانہ قیادت میں ہم نے پاکستان تو حاصل کر لیا مگر اس کے بعد کے تقاضوں کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا۔ ان تقاضوں میں سب سے اہم تقاضا تعمیر پاکستان کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس سلسلے میں رہنمائی کے لئے ہمیں قائداعظمؒ کی مثال کو سامنے رکھنا ہوگا۔ پاکستان کی موجودہ حکومت نے اس مقصد کے تحت قائداعظمؒ کا سال منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ پاکستانی قوم نئے عزم اور حوصلہ کے ساتھ تعمیرِ

پاکستان کی جدوجہد میں مصروف ہو جائے۔

قائدِ اعظمؒ کی صد سالہ تقریبات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قائدِ اعظمؒ کے پیغام کی روح "اتحاد، یقین محکم اور تنظیم" کو زندہ کیا جائے۔ نظریۂ پاکستان کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کی جائے اور قومی مسائل میں قائدِ اعظم کے نقطۂ نظر کو واضح کیا جائے، تاکہ ہماری موجودہ نسل صحیح خطوط پر اپنے مستقبل کی تعمیر کرنے کے قابل ہو سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ۱۹۷۶ء کی ان سرگرمیوں، کوششوں اور کاوشوں کو پاکستان کے لئے باعث خیر و برکت بنائے اور خدا کرے کہ یہ سال ہمارے لئے ماضی کی کوتاہیوں، محرومیوں اور ناکامیوں کی تلافی اور مستقبل کے عزائم کی نشاندہی کا سال ثابت ہو۔

"جہیز کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے ایک خصوصی مقالہ شامل اشاعت ہے۔ مرکزی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی کی طرف سے قومی اسمبلی میں جہیز پر پابندی عائد کرنے کا بل پیش ہونے کے بعد ملک کے اخبارات و رسائل میں اس کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا جا رہا ہے۔ اس قبیل کی جتنی تحریریں ابھی تک ہماری نظر سے گزری ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں اس بل کی نسبت گہری دلچسپی پائی جاتی ہے اور بحیثیت مجموعی اس بل کا ہر طرف سے خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اچھے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں جن میں مسئلے کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر بل کو بہتر بنانے کے لئے مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ اس جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے کم از کم بل کی روح کو سمجھا ہے۔ لیکن اکثر مضامین سطحی اور سرسری ہیں ان کو پڑھ کر تشنگی دور نہیں ہوتی۔ اکثر لکھنے والوں نے محض اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے۔ دلائل اور شواہد تک رسائی نہ ہونے کے باعث ان کا انداز معروضی نہیں اضافی اور ادعائی ہے۔ ضرورت تھی کہ علمی انداز پر مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا بالتفصیل جائزہ لیا جائے۔ ادارے کے ایک رفیق مفتی رفیع اللہ صاحب نے کاوش کر کے ایک مقالہ مرتب کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ اس ضمن میں موضوع کے تمام مباحث اور نکات کو اپنے مقالے میں سمیٹ لیں۔ پھر بھی یہ مقالہ اس موضوع پر حرفِ آخر نہیں۔ کوئی صاحبِ علم اس موضوع پر مزید تحقیق کرنی چاہیں تو ان کے نتائج تحقیق کے لئے فکر و نظر کے صفحات حاضر ہیں۔

اس شمارے کا ایک دوسرا مضمون "مطالعۂ کائنات کا قرآنی نظامِ حکمت" ہے۔ اس مضمون میں تقابلی بحث کر کے قرآن کی روشنی میں خدا، کائنات اور انسان کے باہمی تعلق کی نوعیت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انسانی زندگی کے صحیح خطوط پر استوار ہونے کے لئے یہ سوال بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ اس مثلث میں انسان کا مقام کیا ہے۔ اس سوال کا جواب بعض انسانوں نے اپنے فکر سے دینے کی کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے اس کوشش نے مسئلے کو حل کرنے کے بجائے اور الجھا دیا ہے۔ وحی الٰہی کی رہنمائی کے بغیر اس طرح کی کوئی بھی کوشش مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ زیر نظر مضمون میں اسی نکتے کو عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

کتب خانہ فاضلیہ کے بعض علمی نوادرات کا تعارف اختر راہی صاحب نے کرایا ہے۔ یہ اس سلسلے کی دوسری قسط ہے۔ پہلی قسط اکتوبر کے فکر و نظر میں شائع ہوئی تھی۔ اعلیٰ سطح کے علمی حلقے میں اسے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ اس شمارے میں خالص ادبی ذوق کی تسکین کا سامان ہمارے رفیق غلام مرتضیٰ آزاد نے بہم پہنچایا ہے۔ انھوں نے مولانا محمد علی جوہر کی شاعری کا مختصر تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ آزاد نے اپنی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کا جائزہ متوازن اور حقیقت پسندانہ ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کی ملّی خدمات اور قومی کارناموں میں ظاہر ہے ان کی شاعری کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ پھر بھی ان کی شاعری جن خصوصیات کی حامل ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خاص کر اُردو کی قومی شاعری میں جوہر کی جگہ محفوظ ہے۔

"سرسید کی قومی تحریک" ایک بالکل سرسری سا تعارفی مضمون ہے۔ ظاہر ہے سرسید کی بھاری بھرکم شخصیت اور ان کے عظیم قومی کام کے لحاظ سے یہ مضمون بے وقعت ہے۔ ہر بڑے آدمی کی طرح سرسید بھی متنازعہ فیہ شخصیت کے مالک ہیں۔ اس مضمون میں پیش کردہ نتائج کتابی علم پر مبنی ہیں۔ ہو سکتا ہے مضمون نگار نے ان میں ٹھوکر کھائی ہو۔